OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

طاہر سُلطانی کی نعتیہ شاعری میں تذکرۂ دُرود و سلام

Narration of *Durood-o-Salām* in *Tahir Sultani's Na'tia Poetry*

Naveed Hussain Iqbal
Doctoral Candidate Urdu, Lahore Garrison University, Lahore

Abstract

Urdu Poetry has a distinct among its so many other forms. Among them Na'at has gained a unique, sacred and dominating place all over the other forms. The Poets consider it an honour for them to write Na'at-e-Nabi (S.A.W). While writing the Na'at they consciously try to write about the life and characteristics of the Holy Prophet Hazrat Muhammad (S.A.W). They also write about Darood-o-Salam which the Allah Almighty has made an obligation for the Muslims. Darood is the most important subject of the poet and most of his poetry is relevant to it. *Tahir Sultani* belongs to the district Karachi, is a poet of Na'at and Hamd. He has been writing Na'at-e-Rasool (S.A.W) for the last two decades. He has published Works based on the above-mentioned types of poetry with the Titals "Na't Roshni", "Naat Meri Zindagi" and " Har Saans Pukaray Sall-e-Ala". Tahir Sultani has also gaind the fame as a critic. In this article the poet's feelings about the Holy Prophet (S.A.W) and his style of mentioning the facts has been discussed with respect to the above-mentioned books.

Kye Words: Tahir Sultani, Na't, characteristics

تمہید

شاعرِ حمد و نعت طاہر حسین طاہر سُلطانیؔ 03 فروری 1953ء کو یوپی کے شہر اٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ مگر اب شہرِ کراچی میں حمد و نعت کی آبیاری کرنے والوں میں بڑا معتبر حوالہ ہیں۔ طاہر سُلطانی تقریباً پچاس برس سے نعتیہ و حمدیہ شاعری کرنے اور نعت خوانی کی سعادت سے فیض یاب ہونے والی عظیم شخصیت ہیں۔ یقیناً انہوں نے خود کو صرف و صرف حمد و نعت کے لیے وقف کیا ہوا ہے۔ وہ "ارمغانِ حمد" اور "جہانِ حمد" کے عنوانات سے حمد و نعت پر مشتمل ایسے قلوب کو مُنوّر و معنبر کرنے والے

CC BY

جرائد نکالتے ہیں جن کا عاشقان و ثناخوانانِ رسول ﷺ کو بڑی بے تابی سے انتظار رہتا ہے۔ طاہر حسین طاہر سُلطانی عمدہ حمد نگار و نعت نگار ہونے کے ساتھ ساتھ عشقِ رسول ﷺ کے جذبے سے بھی سرشار ہیں۔ وہ نہ صرف نعت گو شاعر ہیں بلکہ لحنِ داؤدی کے حامل نعت خواں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ حمدیہ و نعتیہ ادب کی تخلیق کے ساتھ ساتھ حمدیہ و نعتیہ ادب کے فروغ کے حوالے سے بھی طاہر حسین طاہر سُلطانی کا کام نہایت قابلِ ذکر ہے۔ یقیناً یہ سب اُن پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے باعث ممکن ہوا۔

کلامِ طاہر سُلطانی میں دُرود و سلام کا ذکرِ خیر

نعتیہ کلام میں دُرود و سلام کا ذکرِ خیر اُردو نعتیہ ادب کا نہایت قیمتی سرمایہ ہے۔ شاید ہی کوئی نعت گو ایسا ہو جس نے اپنی نعتیہ شاعری کو درود و سلام کے ذکرِ خیر سے آراستہ و پیراستہ نہ کیا ہو۔ شعرائے کرام نے اپنے کلام میں نبی رحمت ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی پُرانوار رحمتوں، برکتوں اور تمام تر فیوض و برکات کا ذکر اپنے اپنے انداز میں کرنے کی سعی کی ہے۔ ہر شاعر کی محبت و عقیدت کا پیمانہ مختلف ہوتا ہے۔ مگر شاعر طاہر سُلطانی نے اپنے نعتیہ کلام میں درود و سلام کا ذکر انفرادیت کے ساتھ دل کش انداز میں کیا ہے۔ یہی اندازِ بیان ان کے فنی و معنوی پہلوؤں کو اُجاگر کرتا ہے۔ شاعر نے اپنے کلام میں درود و سلام کے موضوع کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے اور زیادہ تر اشعار اسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس موضوع کے سبب ایک مسلمان ہونے کے ناطے جو دل میں حضور ﷺ سے دوری یا ہجر کے سبب جو کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی اضطراب و بے قراری وغیرہ اور ساتھ ساتھ ہی مشتاق اور شوقِ زیارت و دیدار کی جو تمنائیں ظہور کرتی ہیں اور مدینے پہنچ کر جو دلی، ذہنی اور روحانی تسکین پیدا ہوتی ہے اور وہیں رہ جانے والی اور آپ ﷺ کے قدموں میں زندگی بسر کرنے کا جو بے پایاں جذبہ پیدا ہوتا ہے شاعر نے ان سب کو سلیقہ مندی اور تخلیقی صلاحیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ "مدینے کی مہک"، "نعت میری زندگی"، "ہر سانس پُکارے صلِّ علیٰ" اور "نعت روشنی" نعتیہ شعری ادب میں طاہر سلطانی کے ایسے مجموعہ کلام ہیں جو یقیناً کسی صحائف آسمانی کی تاثیر سے کم نہیں ہیں۔ طاہر سلطانی کا قلب و وجدان ہی بسا اوقات منظر شہرِ طیبہ محسوس ہونے لگتا ہے۔ موصوف کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ یقین و پختگی اختیار کر جاتا ہے کہ طاہر سلطانی دوری و مہجوری کی تمام تر کیفیات سے مبرا ہو کر حضوری اور حضوری ہی کے لمحات پُر کیف میں ہمہ تن گوش رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طاہر سلطانی کے نعتیہ کلام میں فنی اور فکری لحاظ سے تمام تر اعلیٰ پائے کے مظاہر بدرجہ اتم موجود ہیں۔

کلامِ طاہر سُلطانی کے محاسن کلام

طاہر سلطانی چمنستانِ نعت کے شاعر اِن خوش نوا کی طرح چمن زارِ نعت کے تمام شعراء کے درمیان ایک مہکتے پھول کی مانند ہیں جو اپنے کلام کی رعنائیوں اور خوشبوؤں سے پوری فضا کو مسلسل معطر و معنبر کر رہے ہیں۔ نعتیہ شاعری کے اس پروانے نے 1988 میں اس میدانِ سخن میں قدم رکھا۔ جس میں رحمتِ دوعالم کی سیرتِ طیبہ اور صورتِ مقدسہ کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ میں یوں بیان کیا گیا ہے :لو لاک لما خلقت الافلاک ولو لاک لما اظهرت الربية۔[1] "اگر آپ (ﷺ) نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ (ﷺ) نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اسی حدیث قدسی کی وضاحت کرتے ہوئے طاہر سلطانی لکھتے ہیں :

اُن کے آنے کی خوشی ہے اب مکاں تا لامکاں
روشنی ہی روشنی ہے اب مکاں تا لامکاں
ذکرِ پاک مصطفےٰ کو رب نے اونچا کر دیا

خوشبوئے نعت بنی ہے اب مکاں تالا مکاں
وجہِ تخلیق جہاں آقائے من شمس الضحیٰ
ان کی ہی جلوہ گری ہے اب مکاں تالا مکاں[2]

شاعر اور ادیب معاشرے کے جمگھٹے میں جو کچھ دیکھتے ہیں اس میں اپنے تخیل کا عکس شامل کر کے معاشرے کو لوٹا دیتے ہیں۔ دراصل وہ شعری لفظیت کی صورت میں عصر حاضر کا منظر نامہ قاری کے سامنے لے آتے ہیں۔ طاہر سلطانی نے اپنے تمام تر تعلیمی مراحل شہر کراچی میں طے کیے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ زندگی کے دیگر کام بھی سرانجام دیتے رہے۔ طاہر سلطانی نہ صرف شاعر ہیں بلکہ ایک متحرک سماجی کارکن بھی ہیں اور معاشرتی بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ طاہر سلطانی خاص طور پر روشنیوں کے شہر کراچی کی جانی پہچانی شخصیت ہیں اور عام طور پر ادبی حلقوں میں بھی جانے پہچانے جاتے ہیں۔ پہلے پہل تو شاعر کی حثیت سے جانے جاتے تھے مگر اب ایک محقق اور نقاد کی حثیت سے بھی اپنی پہچان قائم کر چکے ہیں۔

حیات جاوداں کی حامل وہ شاعری ہوتی ہے جس کے اندر روح عصر حاضر ہو اور جس کے اندر تینوں زمانے اپنے خاص تناظر میں اپنی جگہ پر پائے جاتے ہوں۔ شاعر اور ادیب ماضی سے سبق حاصل کر کے حال کو بیان کرتے ہیں اور مستقبل کے امکانات کی طرف اشارے بھی کرتے ہیں۔ یہ وہ تمام پہلو ہیں جنہیں طاہر سلطانی نے اپنے کلام میں یکجا کر دیا ہے۔ محمد اقبال نجمی، طاہر سلطانی کے اس ہُنر کو بڑی خوبصورتی سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "طاہر سلطانی کی نعت میں سادگی، دلکشی اور تغزل کی چاشنی بدرجہ اتم موجود ہے۔ اُن کی نعتیں فنی اور فکری طور پر نہایت پختگی اور وسعت رکھتی ہیں۔ عقیدت کا رنگ خلوص کا دلکش پیرایہ، شمائل وخصائل رسول ﷺ کا بیان ان کی نعتوں میں تاثیر کا باعث ٹھہرا ہے۔ جس نے طاہر سلطانی کی نعت کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اُن کی نعت نگاری کا یہ سفر ارتقا کی منزلیں طے کرتا رہے"۔[3]

طاہر سلطانی دنیائے شاعری میں "نعتیہ" اور "مذہبی" شاعری کے طور پر "نعت روشنی"، "نعت میری زندگی" تخلیق کر چکے ہیں۔ ان کے کلام کا مرکز و محور رحمت دو عالم ﷺ کی ذات گرامی اور آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کی تعریف و توصیف ہے۔ اور اس محبت واُلفت میں آپ اپنے کلام میں جذبوں کی شدت کا بڑے والہانہ انداز میں عجز وانکساری کے ساتھ اظہار کرتے ہیں۔ طاہر سلطانی نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف "نعت روشنی" میں رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ اپنی محبت واُلفت کو حقیقت میں قلبی تعلق اور محبت رسول ﷺ کے ساتھ اپنی محبت واُلفت کو حقیقت میں قلبی تعلق اور محبت رسول ﷺ سے سرشار جذبوں سے سجادیا ہے۔ رحمت دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

سارے رسولوں کے ہیں سرور صلّی اللہ علیہ وسلّم
ہادی برحق کامل رہبر صلّی اللہ علیہ وسلّم
نور خدا کا آئینہ ہیں ان کا مماثل کوئی نہیں

چاند ستارے اُن سے منور صلّی اللہ علیہ وسلّم
ذات سرورِ اعلیٰ نمونہ روشن روشن خوشبو خوشبو
علم و عمل کا آپ ہیں پیکر صلّی اللہ علیہ وسلّم
حمد، وظیفہ ہم کو سکھایا رحمتوں والا رستہ دکھایا
کیسے چھوڑوں آپ کا میں در صلّی اللہ علیہ وسلّم
قریہ قریہ بستی بستی نعت وسلام کی محفل برپا
ذکر اُنہی کا دیکھا گھر گھر صلّی اللہ علیہ وسلّم [4]

عقیدت جب عشق کا روپ اختیار کرتی ہے تو ہر سو محبوب کے جلوے نظر آنے لگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی روزِ اوّل سے جاری ہے اور تا ابد رہے گی۔ قرآن مجید ایک لاریب اور لافانی کتاب ہے جس میں خدائے وحدہ لاشریک نے اپنے محبوب ﷺ کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ اپنے پیارے حبیب ﷺ پر درود وسلام بھی بھیجا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:ان ا اللہ و ملاءکته یُصلون علی النبی یاایھاالذین امنو صلو علیه وسلموا تسلیما ۔ [5]"بے شک! اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر درود اور خُوب سلام بھیجو۔" اسی آیت کریمہ کی روشنی میں محبوب خدا ﷺ کی بارگاہ عقیدت میں پھول نچھاور کرتے ہوئے طاہر سلطانی لکھتے ہیں:

جو چاہو رب کی عنایت درود پڑھتے رہو
ملے گا حُسن سعادت درود پڑھتے رہو
خدا کی خاص ہے رحمت درود پڑھتے رہو
ہے یہ بھی رب کی اطاعت درود پڑھتے رہو
ہمیشہ مہکے گی تربت درود پڑھتے رہو
یہی ہے دافع آفت درود پڑھتے رہو
جو چاہو اُن کی شفاعت درود پڑھتے رہو
ملے گی دل کو مسرت درود پڑھتے رہو
سجاو بزم عقیدت درود پڑھتے رہو
مٹے گا ہر غم فرقت درود پڑھتے رہو
یہی ہے روح کی نزہت درود پڑھتے رہو
ہے طاہر اُن ﷺ سے عقیدت درود پڑھتے رہو
ملے گی دائمی عظمت درود پڑھتے رہو
ہو صرف اُن سے محبت درود پڑھتے رہو
بنائے عظمت و رفعت درود پڑھتے رہو
ہے یہ بھی ایک عبادت درود پڑھتے رہو

جو چاہو حشر میں قربت درود پڑھتے رہو

ٹلے گی سر سے مصیبت درود پڑھتے رہو[6]

رسول اللہ ﷺ صورت و سیرت، جمال و کمال، شان و عظمت، اور اخلاق و خصائل کے لحاظ سے کامل و اکمل ہیں۔ آپ ﷺ جہاں گفتار و کردار کے لحاظ سے بے مثل و بے نظیر ہیں۔ تو اسی قدر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "یٰسین ﷺ"، "والضحیٰ ﷺ"، "طٰہٰ ﷺ"، جیسے عظیم القابات سے بھی مالا مال فرمادیا ہے اور آپ ﷺ کی شان و عظمت کے چرچے زمین و آسمان میں "ورفعنا لک ذکرک" کی صورت بلند فرمائے ہوئے ہیں۔ اسی بلند و بالا شان کا ذکر کرتے ہوئے طاہر سلطانی کا کہنا ہے :

بلندیوں سے یوں آقائے دو جہاں گزرے

کہ ان کے نقشِ کفِ پا سے آسماں گزرے

مہک رہے ہیں وہ رستے وہ کوچہ و بازار

جہاں جہاں سے کبھی شاہِ مُرسلاں گزرے[7]

اسمِ محمد ﷺ ایک ایسا نگینہ ہے جس سے ہر سو گُلِ تازہ کِھل اُٹھتے ہیں۔ حریمِ جاں میں روشنی اُترنے لگتی ہے۔ منہ سے پھول جھڑنے لگتے ہیں۔ گُلشنِ ہستی مہک اُٹھتا ہے۔ کلیاں معطّر ہو جاتی ہیں۔ عقل اور دل و نگاہ کو کیف اور سُرور کی سرشاریاں میسّر آتی ہیں۔ دَرِ مُراد کُھل جاتا ہے۔ زمانے بھر کی سوغاتیں دامنِ مراد کو لبریز کرنے لگتی ہیں۔ آپ ﷺ کا اسم گرامی ایسا شیریں ہے کہ بدزبان کو بھی خوش کلامی کی تاثیر عطا ہو جاتی ہے۔ اسمِ مُحمد ﷺ سے طاہر سلطانی کی عقیدت صرف شاعری کی حد تک نہیں بلکہ عشقِ محمد ﷺ ان کی زندگی میں جابجا شامل ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ کے اسمِ مبارک سے ان کی قلبی وابستگی کے ثبوت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہمہ وقت اسمِ محمد ﷺ کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں جو انہیں ایسے کیف و سرور سے سرشار کر دیتا ہے کہ وہ خود کو سب سے خوش بخت انسان تصور کرنے لگتے ہیں۔ اسمِ محمد ﷺ کو جس انداز میں طاہر سلطانی نے اپنایا ہے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

رہتا ہے میرا قلب بھی بُستانِ محمد ﷺ

کچھ کم تو نہیں مجھ پہ یہ احسان محمد ﷺ

وُہ محسنِ عالم ہیں وہ صادق ہیں امیں ہیں

ہر اہلِ محبّت پہ ہے فیضانِ محمد ﷺ

بو بکر و عمر اور ہیں عثمان و علی بھی

اللہ رے! گُلِ گلستانِ محمد ﷺ

ایمان کی دولت تو ہمیں اُن سے ملی ہے

تا حشر نہ بھولیں گے یہ احسانِ محمد ﷺ

محتاجِ کرم ہوں میں ترا ربِّ دو عالم

کچھ اور نہیں، چاہیے عرفانِ محمد ﷺ

اے ربِّ جہاں! صرف یہی ایک دُعا ہے

ہاتھوں سے نہ چھوٹے کبھی دامان محمد ﷺ

اللہ کا یہ خاص کرم مجھ پہ ہے طاہر!

صد شکر، کہ میں بھی ہوں ثناخوانِ محمد ﷺ [8]

تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ (اسم محمد ﷺ) عرش کی بلندیوں پر، جنت کے درختوں پر، شجر طُوبیٰ کے پتوں پر، فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان اور عاشقانِ محمد ﷺ کے سینوں پر نقش ہُوا ہے۔ اسی مقدس نام کی برکت سے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی اور حضرت نوحؑ کی کشتی طوفانِ بلاخیز کی سختیوں کو برداشت کر کے کنارہ آسودگی سے مشرّف ہوئی۔ اصنافِ شعری کا ایک اہم موضوع سراپا نگاری ہے۔ سراپا نگاری اُردو ادب کی اصطلاح میں ایسی شاعری ہے جس میں شاعر سر سے لے کر پاؤں تک محبوب کے ایک ایک عضو کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہے۔ سراپا نگاری کے متعلق ابوالاعجاز حفیظ صدیقی لکھتے ہیں:

"ادبیات کی اصطلاح میں محبوب یا ممدوح کے بالوں سے لے کر ناخن پا تک ایک ایک کر کے مختلف اعضائے بدن کی توصیف سراپا نگاری کہلاتی ہے"۔[9]

طاہر سلطانی ایسے باکمال شاعر ہیں جن کی شاعری ابتدا سے لے کر رفعت کی بلندیوں تک سراپا جمال ہے۔ اپ نے اپنی نعتیہ شاعری میں نبی رحمت ﷺ کے سراپا کے بیان میں انتہا درجے کی عجز و انکساری کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان کے نزدیک نبی رحمت، نورِ مجسم ﷺ کا ظاہری جمال بھی آپ ﷺ کے کمال باطنی کی طرح بے مثل و یکتا ہے۔ جس کے جملہ محاسن کا مشاہدہ کرنا اور شروع سے لے کر آخر تک مکمل تصویر پیش کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ مگر طاہر سلطانی نے آپ ﷺ کے محاسن بیان کرنے کی سعی کرتے ہوئے لکھا ہے:

نغمہ وحدت سب کو سُنایا، رنگ و نسل کا فرق مٹایا

آپ سراپا جانِ رحمت، اللہ اللہ اللہ اللہ [10]

حضور نبی رحمت ﷺ کے جمال دل نشین کے بارے میں شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف "شمائلِ رسول ﷺ" میں قُرطبیؒ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"نبی ﷺ کا حُسنِ سراپا ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا۔ اگر آپ ﷺ کا حُسنِ سراپا پورے طور پر ظاہر کر دیا جاتا تو آنکھیں اس کے دیدار سے عاجز و درماندہ ہو جاتیں"۔[11]

طاہر سلطانی کے خیال میں نبی مکرم ﷺ کا جمال دِل پذیر حُسن کائنات کے دیگر تمام پیکروں سے ممتاز و ممیّز ہے بلکہ ان کے نزدیک تو انسانی بصارت میں یہ حوصلہ ہی نہیں کہ پوری طرح نبی رحمت ﷺ کا نظارہ کر سکے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اُن ﷺ سا کوئی حسین بنا ہی نہیں کبھی

وہ حُسن وہ جمال کہیں ہے؟ نہیں نہیں [12]

نبی رحمت، نورِ مجسم ﷺ کے مقدس واطہر سراپا کے حوالے سے طاہر سلطانی آپ ﷺ کے چہرہ انور، نقش قدم، لب مقدس، طرز تکلم اور خدوخال مقدسہ کا ذکر بھی بڑی وارفتگی اور شیفتگی سے کیا ہے۔ حضرت ﷺ کے خدّوخال اس قدر اعلیٰ و ارفع ہیں کہ طاہر سلطانی کی آنکھوں میں وہ قیمتی جواہرات کی طرح سج دھج گئے ہیں۔ اس کی وضاحت میں آپ لکھتے ہیں:

وہ صاحب معراج شہاہ دوعالم
ہر آیہ قرآں میں یہی راز چھپا ہے
وہ جس سے منوّر ہیں دوعالم کی فضائیں
کچھ اور نہیں گنبد خضرا کا دیا ہے[13]

نبی مکرم ﷺ کا پسینہ مبارک معطر ومنوّر تھا۔ آپ ﷺ سے جب کوئی صحابی ہاتھ ملاتا تو کئی دنوں تک ہاتھوں سے خوشبوں نہیں جاتی تھی۔ آپ ﷺ جس بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے اس کے سر سے خوشبو آنے لگ جاتی۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ جس راستے سے گرزتے وہ راستہ خوشبو سے مہک اُٹھتا۔ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو کی وضاحت کرتے ہوئے امام حسین بن سعود البغویؒ، حضرت انس بن مالک کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی آمد کو آپ ﷺ کی خوشبو کے ذریعے پہچان لیا کرتے تھے"۔[14]

طاہر سلطانی کے ہاں سراپا نگاری کا بیان نبی مکرم ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت کا مظہر ہے۔ آپ نے حضور ﷺ کے جمال اور خدوخال کو اپنی شاعری کا موضوع بناتے ہوئے جزئیات کی گہرائی اور گیرائی کے بیان سے زیادہ جمال نبی ﷺ کے قلب و روح پر مرتب ہونے والے اثرات پر توجہ دی۔ آپ نے نبی مکرم ﷺ کا سراپا اخلاص وخلوص کے متنوع رنگوں سے تیار کیا ہے۔ مگر تصویر کا عکس دور کا ہے جس سے تصویر کے گہرے نقوش سامنے نہیں آئے۔ اس حوالے سے انہوں نے اپنے عجز وانکساری کے ساتھ ان الفاظ میں اظہار کیا ہے:

آج گھر گھر چراغاں چراغاں آج ہر دل مُنوّر مُنوّر
رحمت حق بہ حسن مسیحا آج جلوے دکھانے لگی ہے
اب اندھیروں سے کوئی یہ کہہ دے میرے رستے میں ہر گز نہ آئیں
روشنی نسبت مُصطفیٰ کی مجھ کو رستہ دکھانے لگی ہے[15]

طاہر سُلطانی کے ہاں نبی مُکرّم ﷺ کی نسبت کا ایک حوالہ مدینہ طیّبہ کی سرسبز وشاداب فضائیں بھی ہیں۔ مدینہ کی فضاؤں کی بابت ان کا خیال ہے کہ مدینہ ارضِ پُر بہار ہے۔ جس کی فضائیں شگفتہ، شاداب اور مُعطّر رہتی ہیں۔ فضائیں ارضِ طیّبہ کی مُعطّر کیوں نہ ہوں کہ یہاں روزانہ نورانی فرشتے اُترتے ہیں۔ اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں دُرود وسلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ طاہر سُلطانی نے مدینہ مُنوّرہ سے جس طرح اپنی عقیدت مندی کا اظہار کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ طیّبہ اُجالوں کا نگر ہے۔ جس کی فضائیں معطر ومعنبر ہیں۔ اس کی زیارت سے نفس نفس میں خوشبوئیں اُترنے لگتی ہیں۔ اس کی مسافت میں بھی اک کیف وسرور ہے۔ اس کے ذکر میں دل پذیری اور دل بستگی کا سامان ہے۔ اس کی راہ جنت کا نشان ہے جس کا ہر ذرہ جان افزا ہے اور خورشید تاباں سے زیادہ منور بھی ہے۔ اس سے روح پر مہر ومحبت کی بارش ہونے لگتی ہے۔ اس کی ہوا وجہ راحت و سکون قلب وجاں ہے۔ اس کی زمین رشک فلک ہے اور یہ شہر نبی رحمت ﷺ کی معرفت، حق کا ایک مکان ہے۔ درحقیقت مدینہ منورّہ کو یہ تمام فضائل نسبت رسول ﷺ کی وجہ سے ملے ہوئے ہیں۔ طاہر سلطانی اس کی مزید وضاحت میں اپنے دل پذیر لہجہ میں کہتے ہیں:

نبی کا شہر، مدینہ ہے گلستاں کی طرح
نہیں ہے کوئی بھی در اُن ﷺ کے آستاں کی طرح
ہے معرفت سے خدا کی وہ کہکشاں کی طرح
ہے، قافلہ کوئی۔ کب اُن کے، کارواں کی طرح
ہے نام پاک محمد ﷺ سکونِ قلب و جگر
غموں کی دھوپ میں رہتا ہے سائباں کی طرح[16]

طاہر سلطانی کے نعتیہ کلام کا ایک اور اہم موضوع خصائص سید المرسلین ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرامؑ کو کئی مختلف طرح کے فضائل سے نوازا ہے جن میں بعض قدریں مشترک تھیں لیکن کچھ باتیں خاص الخاص آپ ﷺ سے منسوب ہیں۔ مثلاً نبیٔ مکرّم ﷺ اصلِ تکوینِ روز گار ہیں، آپ ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں، آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا، آپ ﷺ کا پسینہ مبارک معطّر تھا، آپ ﷺ کے بدن مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی، آپ ﷺ جامع صفات اور جوامع الکلام ہیں، آپ ﷺ تمام عالم کے لئے نبیٔ رحمت بنائے گئے ہیں، آپ ﷺ کو اوّل و آخر کے علم سے نوازا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سیّد المُرسلین کو رحمۃ اللعالمین بنا کر نہ صرف اہلِ دُنیا پر احسانِ عظیم فرمایا بلکہ اس سے انسانیت کا وقار بھی بلند ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ 17 "اور ہم نے تمھیں (ﷺ) نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے۔" اللہ تعالیٰ نے ہماری کائنات کے علاوہ بھی بے شمار عالَم تخلیق کئے ہیں۔ خُدائے بزرگ و برتر کو ربُّ العالمین اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام عالمین کا پالنہار ہے۔ لفظ عالمین کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر یوں رقم طراز ہیں:

" عالم کئی ہیں۔ مثلاً عالمِ جمادی، علمِ نباتی، عالمِ حیوانی، عالمِ انسانی۔
زمانے کے لحاظ سے بھی کئی عالم ہیں جیسے ماضی، حال اور مستقبل۔
وجود کے لحاظ سے ایک عالمِ ظاہری ہے اور دوسرا عالمِ باطنی ہے۔
اور زندگی کے لحاظ سے دو عالم ہیں، دنیوی اور اُخروی۔ آپ ﷺ
ان تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں"۔[18]

لفظ رحمت کی ترکیب اپناتے ہوئے طاہر سُلطانی اپنے کلام میں رحمۃ اللّعالمین کی وضاحت اس انداز سے کرتے ہیں:

جسے رحمت بنا کر رب تعالیٰ نے یہاں بھیجا
دِلوں میں بن کے رحمت جو سمائے میں غلام اُس کا[19]

لفظ رحمت کی وضاحت میں مزید لکھتے ہیں:

اُمّت کو اپنے سائے میں رکھتی ہے ہر نفس
رحمت کی نُور، زا ہے رِدا حجرہ رسول ﷺ[20]

رحمۃ اللعالمین کی وضاحت میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وہ، جو ہیں رحمتِ کُل بزمِ دو عالم کے لیے
اُن ﷺ کے صدقے میں ہمیں رب نے بچا رکھا ہے[21]

اسی کی وضاحت میں مزید لکھتے ہیں:

رحمتِ رب لے گی طاہر سمجھ کو پھر آغوش میں
اُن کی یادیں ہیں اگر منزل بہ منزل دل بہ دل[22]

طاہر سُلطانی نے نعتیہ کلام کے ذریعے نبیٔ مکرّم ﷺ کے جن محاسن کا ذکر کیا ہے ان میں آپ ﷺ کے علم و حکمت، شعور و آگہی، اُخوّت و مُساوات، رواداری، حقِ آزادی، صداقت و ایثار اور معجزات و کمالات کا کافی دخل ہے۔ آپ ﷺ نے معاشرے کے ثقافتی، جمالیاتی اور عسکری پہلوؤں کو بھی مدِّ نظر رکھا ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ یہ معاشرے میں عدل اور مساوات کی بالادستی قائم کرنے کے لئے شر پسند عناصر کے خلاف جہاد کا فلسفہ بھی پیش کرتا ہے۔ آج دنیا میں اسلام کے نام لیوا سب سے زیادہ تعداد میں ہیں اور اپنے قلب و نظر میں عشقِ رسول ﷺ کی شمع روشن کئے یہ جاں نثارانِ مصطفی ﷺ اسلامی انقلاب کی روشنی عام کرنے میں مصروف ہیں۔ عشقِ رسول ﷺ ہمارے ایمان کی شرطِ اوّلین ہے۔ حدیثِ قدسی ہے: عَن اَنس قَالَ: قَالَ رَسُول اللہ ﷺ !لَا یُومِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُونَ اَحبَّ اِلَیہِ من وَّالدہٖ وَوَلدِہٖ وَالنَّاس اَجمَعِین۔[23] "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب اور عزیز نہ ہو جاؤں۔ طاہر سُلطانی کے نعتیہ کلام کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو بے شمار فنی محاسن اپنی چاشنی بکھیرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں":

۱۔ زبان کی چاشنی: شاعرانہ کلام کی تاثیر میں زبان و بیان کا عمل بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ یہ خوبی کلام کو خوبصورتی عطا کرنے کے ساتھ ساتھ دل پذیری میں بھی اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ فصاحت و بلاغت کی پاسداری اور روز مرّہ و محاورہ کا بر محل و برجستہ استعمال کلام میں زبان و بیان کے حوالہ سے چاشنی کا سبب بنتا ہے۔ طاہر سُلطانی کے ہاں ایسے الفاظ کی کمی نہیں جو زبان کی صفائی خیال کی پاکیزگی اور جملے کی روانی و سلاست سے جلوہ گر نہ ہوئی ہو۔ یہ خوبی ان کے کلام میں یوں نظر آتی ہے:

لذّتِ ذکرِ نبی ﷺ دل میں بسائے رکھنا
رُوحِ ایمان کو آنکھوں سے لگائے رکھنا
وُہ جو رُوٹھیں گے اگر ہم سے خدا روٹھے گا
کچھ بھی گزرے مگر آقا ﷺ کو منائے رکھنا
ساری دنیا تیرے قدموں پہ نچھاور ہو گی
سر کو اُن ﷺ کے درِ اقدس پر جھکائے رکھنا
جو بھی مانگو درِ اقدس سے وہی پاؤ گے
دامنِ دل کو مگر اپنے سجائے رکھنا
عرشِ اعظم پہ حضور ﷺ آئے تو آواز آئی
اے فرشتو بہ ادب سر کو جھکائے رکھنا[24]

2۔ محاورات: اُردو اَدب میں اصطلاحاً خاص اہلِ زبان کے روز مرّہ یا بول چال یا اُسلوبِ بیان کا نام محاورہ ہے۔ زبان کی بنیاد اہلِ زبان کے ہاں ہی رکھی جاتی ہے۔ ان کی بول چال آہستہ آہستہ لفظی معنی سے ہٹ کر مجازی معنی کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے اور

محاورات کے وجود میں آنے کا عمل جاری رہتا ہے۔ ایک طرف یہ زبان کا حُسن ہوتے تو دوسری جانب زبان کو بلاغت عطا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ محاورات سے زبان میں وسعت اور کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ محاورہ کا اطلاق خاص کر ان افعال پر ہوتا ہے کہ اسم کے ساتھ مل کر اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ طاہر سُلطانی کے ہاں محاورات کا استعمال اشعار پر گراں نہیں گزرتا بلکہ شیرینی و لُطفِ زبان میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ اپنے کلام میں محاورات کا استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو اشکِ ندامت مری پلکوں سے گرا ہے
اے بحرِ کرم وہ ترے جلوؤں کی عطا ہے
جاری ہے دو عالم میں ترے فیض کا چشمہ
تو بحرِ کرم بحرِ عطا بحرِ سخا ہے[25]

ایک اور جگہ اس طرح رطب اللسان ہوتے ہیں:

جب ہو گی نبی ﷺ کی چشمِ کرم پھر میرا مقدر کیا کہنا
رہ جائے گا دونوں جگ میں بھرم پھر میرا مقدر کیا کہنا[26]

کلامِ طاہر سُلطانی میں محاورے کی مزید مثال کچھ اس طرح ملتی ہے:

کرم جو حسان پر کیا ہے جو لطف سعدیؒ پہ آپ کا ہے
اس ابرِ لطف و کرم کی کوئی تو بوند مجھ پر گرائیں آقا ﷺ[27]

3۔ سہلِ ممتنع: ایسا کلام جو دیکھنے میں بہت ہی سادہ اور سہل ہو سہلِ ممتنع کہلاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں بات کو تصنّع، بناوٹ سے ہٹ کر سیدھے سبھاؤ بیان کرنا سہلِ ممتنع کہلاتا ہے۔ طاہر سُلطانی کے کلام میں سہلِ ممتنع کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

نقشِ پائے حضور ﷺ کے جلوے
ہیں چراغِ شعور کے جلوے
چھن رہے ہیں بکثرتِ رحمت
سبز گنبد سے نُور کے جلوے
کاش طیبہ میں جا کے دیکھ آؤں
میں بھی کیف و سُرور کے جلوے
اُن ﷺ کا دیدار ہو گا جب ہوں گے
عام یومِ نشور کے جلوے[28]

4۔ قوافی کی عمدگی: قوافی قافیہ کی جمع ہے جو لفظ ”قفا“ سے مشتق ہے۔ قافیہ سے مراد فقروں یا مصرعوں کے آخر میں وہ یکساں حرکات و حروف ہیں جو ایسے الفاظ میں واقع ہوں جن میں لفظی یا معنوی یا دونوں اختلاف پائے جاتے ہوں۔ جیسے (یار، اعتبار،

۔۔۔)،(اجل، اکمل، ۔۔۔)، (جان، مان، ۔۔۔) وغیرہ۔ طاہر سُلطانی کے ہاں قوافی کے استعمال میں خاص انتخاب کا تاثر اُبھرتا ہے۔ آپ ایسے قوافی کو استعمال میں لاتے ہیں جو نعت کے بیان میں موزوں اور فصاحت و بلاغت میں ممد و معاون ثابت ہوں:

آپ ﷺ کا اسمِ گرامی رب نے لکھا عرش پر
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی بے بسوں کا چارہ گر
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی عظمتوں کا ہے نشاں
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی ہے بہارِ گلستاں
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی عالموں کے دے زباں
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی نعت خوانوں کی اذاں
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی نکہتوں کا ہے چمن
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی انجمن دَر انجمن
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی ہے دِلوں کی روشنی
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی معرفت کی آگہی
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی باوضو لکھا کریں
آپ ﷺ کا اسمِ گرامی آنکھ سے چوما کریں[29]

6- تمثیلی انداز: تمثیل کے معنی تشبیہ دینا، مشابہ کرنا ہے۔ ایسی تشبیہ جس میں شُبہ مرکب ہو مثلاً مثال، نظیر، مشابہت، مطابقت، ڈرامہ، مجازیہ واقعہ وغیرہ۔ طاہر سُلطانی کے کلام میں نہایت عمدہ انداز بیان تمثیلی انداز اپنایا گیا ہے۔ ان کے کلام سے یہ اس طرح واضح ہے:

آپ ﷺ کا حُسن، حُسنِ کامل ہے
قربِ رب آپ ﷺ ہی کو حاصل ہے
درسِ قرآں صحابہ لیتے ہیں
نُورِ ایماں صحابہ لیتے ہیں
آپ ﷺ صادق و امین کہلائے
پیارے آقا ﷺ دلوں میں دَر آئے
ہے مُنوّر نبی ﷺ کی پیشانی
یعنی چہرہ ہے اُن ﷺ کا نورانی[30]

6۔ ردیف کی جدّت پسندی: جدید انداز اپنانا، تحریر میں نیا پن پیدا کرنا، نقش نگاری کرنا، بنانا، سنوارنا جدّت طرازی کہلاتا ہے۔ طاہر سُلطانی نے اپنے نعتیہ کلام میں بڑی نفاست سے جدّت طرازی کو اختیار کیا ہے۔ اسی جدّت طرازی کی بنا پر طاہر سُلطانی نعتیہ شعراء میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ درج ذیل اشعار کے ذریعے آپ کے کلام میں جدّت طرازی دیکھیے:

مجھ پہ یوں سرکار ﷺ کی مدحت کے دروازے کھلے
سلسلہ در سلسلہ عظمت کے دروازے کھلے
نعتِ محبوبِ خدا کی شان بھی کیا شان ہے
جب لکھی اور جب پڑھی نکہت کے دروازے کھلے
جو عمل پیرا رہیں گے اُسوہ سرکار ﷺ پر
ہیں انہیں کے واسطے جنّت کے دروازے کھلے
وردِ لب میں نے کیا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
اور دل پر گلشنِ راحت کے دروازے کھلے
در حقیقت وہ تو عشقِ سیّدِ کونین ہے
جس تعلق سے مری قسمت کے دروازے کھلے[31]

7۔استفہامیہ انداز : استفہامیہ انداز سے کلام میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور قاری کی توجہ بھی بڑھتی ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جس سے شاعری میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ شعر کی نئی جہتیں متعارف ہوتی ہیں جو قاری پر مفاہیم و معانی کے نئے دَر وا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طاہر سُلطانی کے کلام کی خُوبصورتی ان کا استفہامیہ انداز ہے۔ اُردو اَدب کی اصطلاح میں استفہام کی تین اقسام اس طرح ہیں:

ا۔ استفہامِ اقراری: استفہامِ اقراری میں سوال کے ذریعے کسی چیز یا اَمر کے ثبوت کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے۔ مثلاً

ا۔ کہتے کیوں نہیں
۲۔ کیوں نہ جاؤں

طاہر سُلطانی کے ہاں استفہامِ اقراری کی مثال اس طرح سامنے آتی ہے:

اُن ﷺ سا کوئی حسین بنا ہی نہیں کبھی
وہ حُسن وہ جمال کہیں ہے؟ نہیں نہیں[32]

ب۔ استفہامِ انکاری: استفہامِ انکاری میں کسی بات کی نفی کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً

ا۔ میں نے یہ کب کہا
۲۔ کسی میں اتنی ہمت ہے

طاہر سُلطانی کے کلام میں استفہامِ انکاری کا استعمال بڑے موزوں اور موثر انداز میں نظر آتا ہے:

روضہ انور سے پائے گا طلب کا ماحصل
اور لائے گا کہاں سے عزمِ شاعر رنگ و نور[33]

ج۔ استفہامِ استخباری: استفہامِ استخباری کو استفہامِ حقیقی بھی کہتے ہیں۔ یہ استفہام اس جگہ پیدا کیا جاتا ہے جہاں کسی شے کی حقیقت کا سراغ لگانا مقصود ہو۔ کب آؤ گے؟، اب کیا کریں؟ وغیرہ استفہامِ استخباری کی مثالیں ہیں۔ طاہر سُلطانی کے کلام میں استفہامِ استخباری کی مثال اس طرح سامنے آتی ہے۔

نہ کیسے ربطِ بصارت سے ہو بصیرت کا
طوافِ گنبدِ خضرا ہے روشنی کا طواف[34]

استفہامِ استخباری کی ایک مثال اور ملاحظہ ہو:

کیا خُوب تجھے رُتبہ ملا گنبدِ خضرا
دیکھوں جو تجھے، دل یہ کہے دیکھے ہی جاؤں[35]

8) ۔**القابات کا استعمال:** نبیٔ مکرّم ﷺ اخلاق و کردار، اعمال و افعال کے بلند و بالا مراتب پر ہیں۔ آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کے پیشِ نظر آپ ﷺ کے منصبِ رسالت پر مبعوث ہونے سے قبل ہی اہلِ مکّہ آپ ﷺ کو مختلف القاب و صفاتی ناموں سے پُکارتے تھے۔ طاہر سُلطانی کے ہاں بھی آپ ﷺ کے صفاتی اسمائے مبارکہ کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں موجود ہے۔ مثلاً:

وہ صاحبِ معراج شہنشاہِ دوعالم
ہر آیہ قرآں میں یہی راز چھپا ہے
وہ جس سے مُنوّر ہیں دوعالم کی فضائیں
کچھ اور نہیں گنبدِ خضرا کا دیا ہے
یٰسین مُزّمل وہ مُدثّر وہی طٰہٰ
واللہ خدا تو نہیں محبوبِ خدا ہے[36]

القابات کی مزید مثال ملاحظہ ہو:

آپ سدرہ نشیں سرورِ انبیاء آپ ہی سرورِ دوجہاں
آپ ہی کے لیے رب نے مخصوص کی سروری سروری
سروری رحمت کبریا آپ نُورِ ہدیٰ آپ ہیں بس عطا ہی عطا
جس کو جو بھی ملی آپ سے ہی ملی آگہی آگہی آگہی[37]

نعت روشنی میں کچھ اس انداز میں لکھتے ہیں:

حسیں اُن ﷺ سا کوئی ہوا ہے نہ ہو گا
وہ روحِ چمن ہیں، وہ جانِ جہاں ہیں
بحکمِ خدا ہیں شفیع الامم وہ
وہ ہم عاصیوں کے لیے مہرباں ہیں[38]

9۔**صنعتِ تضاد:** اس صنعت کو مختلف ناموں مطابقت، تطبیق، تکافو، تقابل، ضدین، تناقص یا مضاد سے پکارا جاتا ہے۔ مگر زیادہ تر اسے تضاد کے لفظ سے پکارا گیا ہے۔ اُردو اَدب کی اصطلاح میں کلام میں ایسے دو الفاظ کا استعمال جو معانی کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہوں، صنعتِ تضاد کہلاتا ہے۔ صنعتِ تضاد کی وضاحت کرتے ہوئے مولوی نجم الغنی رامپوری لکھتے ہیں:

ایسے الفاظ استعمال میں لائے جائیں جن کے معانی ایک دوسرے کے مخالف اور مقابل

بھی ہوں خواہ دونوں اسم، دونوں فعل یا دونوں حروف ہوں یا ایک اسم ہو اور دوسرا
فعل ہو صنعتِ تضاد کہلاتا ہے۔"[39]

طاہر سُلطانی نے اپنے کلام میں صنعتِ تضاد کا استعمال عمدہ طریقے سے کیا ہے۔ جس سے کلام کی معنوی صورت میں نکھار پیدا ہوا ہے۔ ان کے کلام میں صنعتِ تضاد کے استعمال کی مثال اس طرح سامنے آتی ہے:

یہ شمس و قمر یہ بحر و بر، سرکار ﷺ تمھارا صدقہ ہے
یہ کوہ و دمن یہ برگ و شجر، سرکار تمھارا صدقہ ہے
انعمت علیھم کہتا ہوں رب پیارا کرم فرماتا ہے
سب کچھ ہی دیا ہے رب نے مگر، سرکار ﷺ تمھارا صدقہ ہے[40]

ان کے ہاں صنعتِ تضاد کے استعمال کی ایک اور مثال یوں نظر آتی ہے:

کعبے کی بہاریں لیے ہم قلب و نظر میں
اے شہرِ مدینہ! ترے گلزار میں پہنچے[41]

طاہر سُلطانی کے ہاں صنعتِ تضاد کی مزید مثال ملاحظہ ہو:

بٹتی ہیں اُن ﷺ کے دَر سے ضیا بار نکہتیں
یارب! عطا ہوں مجھ کو بھی بیدار نکہتیں
لایا ہُوں رشکِ صد گُل و گلزار نکہتیں
شہرِ حضورِ پاک کی شہکار نکہتیں
جب بھی درِ حضور ﷺ پہ حاضر ہوا ہُوں میں
اُتری ہیں میرے دل پہ پُر انوار نکہتیں[42]

10۔ غیر منقوطہ کلام: طاہر سُلطانی نے اپنے نعتیہ کلام میں نعتیہ مضامین کے حوالے سے ایسے دَر وَا کیے ہیں کہ جن سے تا قیامت "خوشبوئے حسّان" آتی رہے گی۔ جو ان کے نعتیہ کلام میں غیر منقوطہ کلام کی صورت میں نہایت عُمدہ مثال موجود ہے۔ یہ ایسا کلام ہے جو قارئین کی اظہاری صلاحیتوں کو متواتر مہمیز کرتا رہے گا۔ ان کا غیر منقوطہ نعتیہ کلام بطور نمونہ ملاحظہ ہو:

واللہ، کرم رسول ﷺ کا ہر لمحہ عام ہے
ہر اِک رسول ﷺ کا اُسے ہر دَم سلام ہے
مالک کا ہے کرم مہ و مہر سما ہے وہ
ہر اِک کے واسطے سرِ عالم ہُدا ہے وہ
ہر عہد اُس کا عہد ہے اللہ رے کرم
واللہ، اُس کے دَم سے مِلا ہے ہمیں حرم
موسم رہے دُرود کا، ہر دَم رہے سلام
کر لو رسولِ ﷺ ہر دوسرا کو صدا امام[43]

خلاصہ بحث

طاہر حسین طاہر سُلطانی لائقِ تحسین و آفرین ہیں کہ انہوں نے انتہائی قلیل عمری میں میدان حمد و نعت گوئی میں قدم رکھا اور مسلسل کامیابی کی منزلیں پار کرتے آ رہے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ ہمیشہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نہایت عاجزانہ اور شاعرانہ نزاکتوں اور فنی لطافتوں کے ساتھ نغمہ سرا و نغمہ سنج ہوتے ہیں۔ طاہر سُلطانی اُردو اَدب کے مایہ ناز ادیب و شاعر ہیں۔ ان کے کلام میں کلام کے فن و فکر کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً تخلص کا استعمال، کلام کی غنایت، تکرار لفظی سے ترنّم اور تاثیر، فصاحت و بلاغت، خیال آفرینی، تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ اور تلمیحات کا استعمال بڑی عمدگی کے ساتھ ملتا ہے۔ در حقیقت طاہر سُلطانی ایک انسان دوست شاعر ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں ہمیشہ وطنِ عزیز کی ترقی اور رسول اللہ ﷺ کے عشقِ حقیقی کی بات کی ہے۔ ان کا دینی و مذہبی شعور نہایت پختہ ہے۔ اسلام کی ازلی و ابدی سچائیاں ان کے رگ و ریش میں سموئی ہوئی ہیں۔ قرآن مجید اور اس کی تلاوت سے ان کو حد درجہ لگاؤ ہے۔ آپ ایک شاعر اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ سچّے مسلمان، انسان دوست، امن کے پیامبر، منفرد فنکار اور مخلص دوست کی حیثیت سے اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ طاہر سلطانی اپنے فکر و فن کی پونجی کو حبیبِ کبریا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف کے لیے وقف کرتے ہوئے "نعت روشنی"، "نعت میری زندگی" اور "ہر سانس پُکارے صلِّ علیٰ" کے نعتیہ مجموعے رُخِ صنفِ شاعری پر لے آئے۔ یہی وجہ ہے کہ طاہر سُلطانی کے کلام میں ان کے جذبے کا خلوص ان کے تمام اشعار میں اس طرح جاری و ساری ہے جس طرح رگوں میں خون گردش کرتا دکھائی دیتا ہے۔

References

[1]Imam Abdulrehman Abu- Al –Farj, Behr-Damu,(Karachi :Maktaba-Tul –Madina,2007AD),41.

[2] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,(Karachi :Idara Chamnistan Hamd-o-Naat Trust,1997 AD),53.

[3] Muhammad Iqbal Najmi,Iqtabas,Naat Roshni,Az Tahir Sultani ,(Karachi :Idara Chamnistan Hamd-o-Naat Trust,2012 AD),149.

[4] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,34.

[5] .Al-Ahzaab 33:56.

[6] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,77

[7] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,69

[8] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,78

[9] Hafeez Siddiqi,Abu-ul-Ijaz,Tafheem-o-Tehseen-e-Shair(Lahore: Sang-e-Meel Publication ,2006 AD),144.

[10] Tahir Sultani ,Naat Roshni,51

[11] Muhammad Mian Siddiqi (Mutarjam),Shumail-e-Rasool ,Az Sheikh Yousaf Bin Ismail Nibhani,(Lahore: Tasawaf Foundation ,1998AD),32.

[12] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,(Karachi : Hira Foundation Pakistan ,2004 AD),57

[13] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,82

[14] Molana Khalid Mehmood ,An Hazrat P.B.U.H kay Fazail –o-Shumail,Az Hassan Bin Saud Al-Baghwi ,(Lahore :Bait-ul-Uloom,SN AD) ,40.

[15] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,55

[16] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,62.

[17] Al-Anbia 21:107.

[18] Dr .Naseer Ahmad Naseer ,Peghamber-e-Azam.wa Akhir P.B.U.H ,(Lahore : Feroz Sons , 1988AD),279.

[19] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,87.

[20] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,94.

[21] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,95.

[22] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,22

[23] Imam Muhammad Bin Ismail Bukhari ,Sahi Bukhari ,(Lahore : Sheikh Ghulam Ali and Sons ,1969AD),265.

[24] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,76.

[25] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,89.

[26] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,103.

[27] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,173.

[28] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,68.

[29] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,105.

[30] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,114

[31] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,91.

[32] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,57.

[33] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,114.

[34] Tahir Sultani ,Har Saans PUkaray Salah-a- Allah,125.

[35] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,72.

[36] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,82.

[37] Tahir Sultani ,Naat Mari Zindagi,83.

[38] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,76.

[39] Dr.Yousaf Hussain Khan ,Urdu Ghazal ,(Lahore : Zahid Printer Urdu Bazar , 1952 AD),288.

[40] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,58.

[41] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,55.

[42] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,48.

[43] Tahir Sultani ,Naat Roshni ,83.